سعودی عرب کے مؤقر جریدہ ہفت روزہ الدعوہ سے

شہیدِ ملت کا آخری انٹرویو

ترجمہ: حافظ عبدالغفار ریحان صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

علمی سفر

الدعوۃ: فضیلۃ الشیخ۔ تعلیم وتعلم کے سلسلہ میں آپ کا سفر بہت طویل ہے تو کیا آپ ہمیں اپنی زندگی کے مختصر خلاصہ کے ساتھ اپنی ان علمی اسناد کے بارے میں بتائیں گے جو آپ نے حاصل کیں۔

الشیخ احسان:۔ میرا نام احسان الٰہی ظہیر ہے۔ میری پیدائش ۱۹۴۵ء میں پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ہوئی۔ ابتدائی اور ثانوی سکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ اسلامیہ جو کہ ایک دینی مدرسہ ہے میں داخلہ لیا۔ وہاں سے ۱۹۵۹ء میں فارغ ہوا۔ پھر پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں سے عربی زبان اور اس کی تاریخ وادب میں بی اے کیا۔ ۱۹۶۰ء میں جامعہ پنجاب سے ہی فارسی زبان اور اس کی تاریخ وتمدن میں بی اے کیا۔ ۱۹۶۱ء میں اسی یونیورسٹی سے اردو زبان اور اس کی تاریخ وادب میں بی اے کیا۔ جب میں نے قرآن کریم حفظ کیا تو میری عمر نو برس تھی۔ جب مدینہ منورہ اسلامک یونیورسٹی کھلی تو ۱۹۶۳ء میں وہاں میں نے داخلہ لیا اور ۱۹۶۷ء میں وہاں لاء کالج سے اول پوزیشن لے کر ممتاز ڈویژن میں کامیاب ہوا۔ پھر میں وطن واپس آگیا۔ وہاں اہلِ حدیث کے ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر اور لاہور میں اہلِ حدیث کی سب سے قدیم مسجد میں خطیب کی حیثیت میں میری تقرری ہوئی۔ پھر میں نے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور عربی زبان اور اس کی تاریخ وادب میں ممتاز ڈویژن میں ایم اے کیا۔ پھر دوسرا ایم اے فارسی زبان اور اس کی تاریخ وادب میں کیا۔ پھر اردو اور اس کی تاریخ وادب میں ایم اے کیا پھر سیاسیات میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی یونیورسٹی سے لاء کیا۔ اس دوران پاکستان میں دعوت وتبلیغ کا کام بھی کرتا رہا۔ یہ تعلیمی اسناد حاصل کرنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ ایک اسلامی طالب علم کو جو علوم حاصل کرنے چاہئیں وہ حاصل کر سکے۔

کتب ومؤلفات

الدعوۃ:۔ آپ کی بہت ساری تالیفات ہیں جو کہ مختلف زبانوں میں ہیں۔ وہ کتنی ہیں اور عربی میں کتنی کتابیں ہیں؟

الشیخ احسان:۔ اسی سوال کی مناسبت سے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ عربی

میں لکھا ہے پھر سے اردو انگریزی اور انڈونیشی زبان میں منتقل کیا۔ پھر میں نے ایک پرچہ جاری کیا جس میں اردو زبان میں تحریریں ہوتی ہیں لیکن تصنیفات ابھی تک عربی میں لکھ رہا ہوں۔

پاکستان میں دعوت کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ افریقہ، الیشیاء، جنوب مشرق ایشیا، یورپ اور اسی طرح امریکہ کے بہت سارے بیرونی ممالک کے تبلیغی سلسلے میں سفر کئے ہیں جو مختلف ملکوں اور ان ملکوں کی اسلامی تنظیموں کی دعوت پر کئے۔ اس کے باوجود میں نے اپنی تمام ترجد وجہد صرف خطبات پر ہی صرف نہیں کردی بلکہ کتابوں کی تصنیف کی طرف توجہ دینے کے ساتھ ساتھ پاکستانی سیاست میں بھی کام کیا۔ اور کئی بار تفتیش کے مراحل سے گذرا۔

میری تالیفات درج ذیل ہیں۔

۵ کتابیں شیعہ کے موضوع پر ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الشیعہ والسنۃ۔ ۲۔ الشیعہ والقرآن ۳۔ الشیعہ واہل البیت ۴۔ الشیعہ والتشیع فرق وتاریخ

۵۔ بین الشیعہ واہل السنۃ

الشیعہ والسنۃ :۔ پہلی کتاب ہے جو ۳۳ بار طبع ہوئی جس کا ایک ملین نسخہ صرف عربی زبان میں ہے۔ یہ کتاب انگریزی۔ فارسی۔ ترکی۔ انڈونیشی۔ تھائی اور اردو زبان میں ترجمہ ہوئی۔

الشیعہ واہل البیت :۔ دوسری کتاب ہے جو انگریزی۔ اردو اور دیگر کئی زبانوں مثلاً ترکی زبان میں بارہ مرتبہ طبع ہوئی۔

الشیعہ والتشیع : اس کتاب کے دس ایڈیشن عربی زبان اور پانچ ایڈیشن انگریزی اور دوسری زبانوں میں چھپے۔

پہلی کتاب ۱۹۷۳ء میں اور آخری کتاب ۱۹۸۵ء میں اس موضوع پر لکھی۔

القادیانیۃ میری مشہور کتاب ہے جس کے تیس ایڈیشن عربی زبان میں اور بیس ایڈیشن انگریزی میں طبع ہوئے۔ یہ کتاب میں نے اس وقت لکھی جب میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے آخری سال میں تھا۔ اور سلطان محمد مرحوم کے مکہ عالمی پریس کی طرف سے پہلی بار طبع ہوئی۔

دیگر کتابیں جو میں نے لکھی ہیں ان میں سے البابیہ ہے جس کے بارہ ایڈیشن عربی زبان میں چھپے۔ البہائیۃ ہے جو عربی اور انگریزی میں بارہ مرتبہ شائع ہوئی۔

فارسی زبان کی معرفت رکھنے کی وجہ سے میں اس مذہب کے ایسے خفیہ گوشوں پر مطلع ہوا ہوں جن پر عرب اور دوسرے باحیثیت فارسی زبان کی معرفت اور اس کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے اطلاع نہیں پا

سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ میرے فارسی زبان کو جاننے کی وجہ سے یہ کتاب اس موضوع پر ایک بہت بڑی دستاویز ثابت ہوئی۔ اور اسے اس موضوع پر لکھنے والوں کے لئے ایک اساسی مصدر کی حیثیت حاصل ہوئی حتیٰ کہ جب مصری دوستوں کو بہائیت کا علم ہوا تو دینی غیرت رکھنے والے مصری احباب بہائیت کے درپے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بحوث اور مقالات میں میری کتاب البہائیۃ اور البابیۃ پر بہت زیادہ اعتماد کیا۔ اور بعض لوگوں نے حقیقی طور پر بہائیت کا رد لکھا جن میں سے ڈاکٹر بنت الشاطی نے سب سے زیادہ لکھا اور اس نے تشکریہ کے ساتھ ذکر کیا کہ اس نے میری کتاب پر اعتماد کیا۔

قصہ مختصر یہ ایک سرراہ خیال تھا جو آ گیا۔

اسی طرح خرافی گروہ پر بھی لکھا ہے جس کا نام بریلوی گروہ ہے ان کے بارے میں مستقل کتاب ہے یہ گروہ برصغیر میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے عقائد و نظریات وہی ہیں جو عرب و عجم کی اسلامی دنیا میں بہت سے خرافیوں کے ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کے بارے میں کتاب لکھی ہے۔ جو الحمد للہ دس ایڈیشن سے زائد چھپ چکی ہے۔ ایک کائنات نے اس سے استفادہ کیا ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو حق راستے کی ہدایت عطا فرمائی ہے۔ یہ کتاب انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ ہوئی انگریزی میں اس کے چھ، سات سے زائد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

فِرَق کے موضوع پر میں نے ایک اور کتاب لکھی ہے جو میری اب تک کی کتابوں میں سب سے بڑی ہے۔ وہ اپنے موضوع پر اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس موضوع پر زیادہ لوگوں نے نہیں لکھا بلکہ بہت کم مسلمان باحثین نے اس طرف توجہ دی ہے اگرچہ بعض مستشرقین نے اس موضوع پر لکھا ہے مگر صرف ذاتی مقاصد کے لئے۔ بعض مصری دوستوں نے بھی اس موضوع پر لکھا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ قومی میلان ان پر غالب رہا۔ اسی لئے انہوں نے اس گروہ کے عقیدہ و فکر پر بحث نہیں کی بلکہ تاریخی وجذباتی بحث کی ہے جس گروہ کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ اسماعیلی گروہ ہے اسماعیلی فرقے پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ اور بہت کم اس طرف توجہ دی گئی ہے۔ کیونکہ ان کی کتابیں مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ ان کا شمار باطنیوں میں ہوتا ہے۔ بلکہ وہی باطنی ہیں وہ دوسروں سے اپنی کتابیں اور دستاویزات بھی چھپا کر رکھتے ہیں۔

اسی لئے اس فرقے کے متعلق جستجو کرنے میں میں نے بہت محنت کی ہے۔ یہ کتاب اس گروہ کے عقاید اور ایک معین وقت کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ یہی عرصہ اسماعیلیہ کی نشو و نما، پھر مغربی ممالک پر ان کے تسلط

مصر کی طرف ان کی منتقلی، مشرقی اسلامی دنیا میں ان کا پھیلنا۔ اسلامی دارالحکومت بغداد پر ایک سال کے لئے ان کا قبضہ۔ پھر صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ان کے انجام کا عرصہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے۔ جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ ایک مستقل کتاب ہے مگر یہ میری اس کتاب کی ایک جلد ہے جو مستقبل قریب میں ان شاء اللہ موجودہ اسماعیلی فرقے کے متعلق لکھنے کا میرا ارادہ ہے۔ اس بنا پر یہ کتاب پرانے اسماعیلیوں پر ہے جبکہ آئندہ کتاب نئے اسماعیلیوں پر بحث کرے گی۔ حاصل یہ کہ اس کتاب میں بفضلہ تعالیٰ بعض ایسی معلومات ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نے ذکر نہیں کیں۔

فرق کے موضوع پر میری ایک اور کتاب صادر ہوئی ہے جو "التصوف" المنشاء والمصادر" کے نام سے ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے اس موضوع پر لکھا ہے اور جو بھی لکھا ہے اس پر تنقید یا اس کے دفاع میں لکھا ہے۔ لیکن بہت کم لوگوں نے اس کے منشا و مصدر کی طرف توجہ کی ہے۔ کہ تصوف نے کہاں سے اپنے اصول و قواعد اور بنیادیں حاصل کی ہیں جن پر اس کی عمارت استوار کی گئی ہے۔ اللہ کے فضل سے میں نے اس کتاب میں اس قوم کی معتبر کتابوں سے تصوف کے منشاء و مصدر پر بحث کی ہے۔ اپنی عادت کے مطابق میں اسی گروہ کی کتابوں کے حوالے ذکر کرتا ہوں جس کے متعلق میں لکھنا چاہتا ہوں۔ ان کی طرف میں ایسی چیزیں کبھی منسوب نہیں کرتا جن کو وہ قبول نہ کرتے ہوں۔ یا اپنی معتبر کتابوں میں ذکر نہ کرتے ہوں۔ اس بناء پر یہ کتاب اسی نوعیت کی ہے۔ کیونکہ میں نے تصوف کے منشا و مصدر کی بحث میں بدھ مت اور ہندومت جیسے پرانے مذاہب، اسی طرح مجوسیت و زرتشت جیسے فارسی مذاہب اور جدید افلاطونی مذاہب اور آخر میں منحرف و تحریف شدہ مسیحیت کا ذکر کیا ہے۔ جو تصوف کے سرچشمے ہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے بیان کیا ہے کہ شیعیت نے ہی تصوف کو ایجاد کیا ہے۔ اور اس میں ایسے نظریات داخل کر دیئے ہیں جن کا مسلک اہل سنت والجماعت اور مذہب سلف صالحین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ باب (جو کہ اس کا تیسرا باب "التصوف والتشیع" کے نام سے ہے) اس کتاب میں سب سے بڑا باب ہے جو ایک سو ستالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ حالانکہ کتاب کل تین سو صفحات کی ہے۔

ایک اور کتاب "دراسات فی التصوف" کے نام سے ہے۔ پہلی کتاب میں تصوف کے منشا و مصدر کے متعلق بحث ہے جبکہ اس کتاب میں صوفیاء کے عقائد و نظریات اور ان کے آخری مراحل پر بحث ہے

اسی طرح اس کتاب میں تصوف کے سلسلہ جات اور لوگوں میں رائج مشہور طریق اور ان بنیادوں کا ذکر ہے جن پر یہ قائم ہیں جو تصوف کو سلف صالحین کے مذہب سے انتہائی دور کرتی ہیں۔ تصوف اور مشروع و مطلوب زہد میں تعلق بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح غلو و مغالات کا ذکر کیا ہے جو تصوف کی اساس ہیں۔ یہ کتاب زیر طبع ہے ان شاء اللہ جلد ہی چھپ کر آجائے گی۔

ایک اور کتاب مسیحیت پر ہے۔ میں نے اس کتاب میں اصلی مسیحیت و نصرانیت کی ابتداء پھر اس کی شاول یہودی کی مسیحیت میں تبدیلی، اس کی ترقی، حکام و رؤسا اور بادشاہوں کی مسیحی مذہب میں دخل اندازی اور ان کا اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق اس میں تبدیلیوں پر بحث کی ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں ان پوپوں کے متعلق ذکر کیا ہے جو مسیحیت پر مسلط ہو گئے۔ ان کی زندگی، اُن کے بُرے اعمال، اس شریعت سے ان کی روگردانیاں جس پر ان کو مسیح علیہ السلام چھوڑ کر گئے تھے۔

اسی طرح حقیقی مسیحی دعوت کا ذکر کیا ہے جس کی طرف حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو دعوت دی تھی۔ جو توحید کی دعوت تھی اور لا الٰہ الا اللہ کی دعوت تھی۔ اور میں نے بیان کیا کہ کس طرح ان کے بعد ان کے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے ان کے منہج اور اسلوب کو بدل دیا۔ توحید کو شرک اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کو بت پرستی اور خرافات میں تبدیل کر دیا۔ اس کتاب میں دیگر روگردانیاں بھی ذکر کی ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ میں نے اس کتاب میں مسیحیت کے بارے میں ایسی بہت سی چیزوں پر گفتگو کی ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ عربی اور انگریزی لائبریری میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہوں گی۔ اس کتاب میں بھی میں نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ عیسائیوں کے نظریات اور ان کی حقیقت کی نقاب کشائی کے لئے انہی کی کتابوں سے روایات نقل کی ہیں۔ میں نے ان پر رد کرنے کے لئے بہت کم مسیحیوں کے علاوہ دوسروں کی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ اس کتاب کے اکثر مصادر انگریزی اور فرانسیسی اور کچھ دوسرے مصادر ہیں جن کو خود عیسائیوں نے لکھا ہے۔

یہ کتاب اللہ کے فضل و کرم سے مکمل ہو چکی ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ کتاب عربی انگریزی اور اردو تینوں زبانوں میں بیک وقت شائع ہو اسی لئے اس کی اشاعت لیٹ ہو رہی ہے اس کا انگریزی اور اردو میں ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ عربی میں اس کی کتابت ہو رہی ہے تاکہ کتاب پریس جا سکے۔ یہ سب کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے "فرق" کے موضوع پر لکھی ہیں۔ جب کہ ایک ایسی کتاب لکھنے کا بھی ہمارا ارادہ ہے جو عقیدہ اہل سنت والجماعت پر مشتمل ہو۔ کیونکہ کئی بار مجھ سے سوال کیا

گیا ہے کہ میں نے باطل فرقوں اور خطرناک نظریات کے متعلق لکھا ہے اور سب کی سب اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بھی باطل ہے۔ یہ بھی باطل ہے تو پھر حق کیا ہے۔؟

اس کتاب کے لئے میں نے خاکہ تیار کرلیا ہے۔ اس کے لئے مصادر جمع کرنے شروع کردیئے ہیں تاکہ ان سب کتابوں کے بعد اہل سنت والجماعت، ان کے افکار ونظریات اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ان کے مبنی عقائد پر مشتمل کتاب ہو۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو مکمل کرنے اور اس مہم کو سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

"دعوت واسلامی داعی"

الدعوۃ: جس طریقے پر اسلامی دعوت چل رہی ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ کی نظر میں سب سے عمدہ اسلوب کیا ہے جس پر مبلغین حضرات کو چلنا چاہیئے۔

الشیخ احسان:۔ دعوت اور اسلامی داعی کے اعتبار سے یہ بہت اہم موضوع ہے۔ اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم وہ امت ہیں جو بھلائی کی طرف بلانی ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے ہو اور برائی سے روکتے ہو" اس کے باوجود (حق بات کہنی چاہیئے) ہم دعوت کے سلسلے میں حقیقی ذمہ داری نہیں نبھا رہے ہے۔ اگرچہ ہم دعویٰ اور گمان کریں کہ ہم نے ہر اس ملک میں مبلغین کی وافر مقدار مہیا کر دی ہے جہاں ان کی ضرورت تھی۔ اور وہ دعوت کے نام سے کام کر رہے ہیں۔

میں داعی کے اوصاف پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے باوجود کہ ہم امت دعوت ہیں پر انتہائی افسوس ہے کہ ہم نے دعوت کو پہچانا اور نہ اس کی حقیقی ذمہ داری اور اس کی اہمیت کا ادراک کیا۔ اسی لئے میں نے افریقہ، جنوب مشرق ایشیاء امریکہ اور یورپ کے مختلف ممالک میں اپنے سفروں کے دوران دیکھا ہے کہ وہاں مبلغین کی نسبت دعوت کی طرف تو ہے (اور یہ بات اگرچہ کڑوی اور افسوسناک ہے لیکن حق بات کہنی چاہیئے جیسا کہ میں نے کہا ہے) لیکن وہ دعوت کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام جو ایک سچا اور فطری دین ہے۔ جس کو وہ تمام قبائل قبول کرتے ہیں جن کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے۔ جو نفوس سلیم الفطرت دلوں اور پاکیزہ عقلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود وہ لوگوں کو اسلام کی طرف نہیں لا سکے بلکہ مسلمانوں کو حقیقی مسلمان نہیں بنا سکے۔ باوجود اس کے کہ میں بھی دعوت کی طرف منسوب ہوں میں

اقرار کرتا ہوں کہ ہم کوتاہی کرتے ہیں ۔ اور یہ کوتاہی صرف ہماری طرف سے ہے ۔ ورنہ مسلم عوام تو اسلام کے شیدائی ہیں ۔ اس کے معانی و مفاہیم کو پسند کرتے ہیں جس چیز کا بھی اسلام ان سے مطالبہ کرتا ہے اس کو وہ جانتے ہیں ۔ صرف ہم ہی اسلام کا درس ... دینے ، اسلام کو اس کی حقیقی اور اصلی صورت میں پیش کرنے کی سکت نہیں رکھتے ۔ جو دلوں کو کھینچتی ہے اور اسلام کو دلوں کے قریب کرتی ہے ۔

اپنے مختلف سفروں میں اس مشکل کے ساتھ کئی بار میرا واسطہ پڑا ہے کہ ایک ایسے شخص سے میری ملاقات ہوئی ہے جو کسی مسلمان ملک یا کسی رفاہی تنظیم یا سعودی حکومت کی طرف سے مبعوث ہے (اللہ تعالیٰ سعودی حکومت کے ذمہ داران کو جزائے خیر دے کہ وہ دعوت پر اس قدر خرچ کرتے ہیں جو ان کے سوا کوئی بھی نہیں کرتا ۔) لیکن یہاں کا قصور نہیں ہے کہ انہوں نے مبلغین کو دعوت کے لئے بھیجا ہے ۔ اور جس شخص کو انہوں نے بھیجا ہے ۔ وہ اس ملک کے متعلق کچھ نہیں جانتا ۔ اور نہ ان اسلام مخالف نظریات کو جانتا ہے جو وہاں پائے جاتے ہیں ۔ نہ اس ملک کی زبان ، نہ طبیعت ، نہ تاریخ اور نہ اس ملک کے جغرافیے کے متعلق اسے کچھ پتہ ہے ۔ یہ آدمی اگرچہ خود دیندار ہے " کلیۃ الشریعۃ " ، کلیہ اصول الدین اور کلیۃ الدعوۃ کا فارغ ہے لیکن قابل افسوس پہلو یہ ہے کہ وہ دعوت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی اسے معلوم ہے وہاں اس کا کس نظریے سے ٹکراؤ ہوگا ۔ کون سی جماعتیں اسے ملیں گی اور کن گروہوں سے اس کا واسطہ پڑے گا ۔ اسی لئے وہ چپ چاپ ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا ۔

اس کے برعکس وہاں باطل ادیان والے ہوتے ہیں لیکن وہ اس وقت تک کسی ملک میں نہیں جاتے جب تک اس کے متعلق سٹڈی ۔ جامع سکیم اور مکمل منصوبہ بندی نہ کرلیں وہ پہلے وہاں کے معاشرے ۔ زبان ۔ تاریخ ۔ تمدن ۔ ثقافت اور ان کے بنیادی عقائد (جن کو وہ قبول کئے ہوتے ہیں) کی سٹڈی کرتے ہیں پھر اس کے بعد ان کے اصول کی سٹڈی کرتے ہیں ۔ جن پر ان کی دعوت کی بنیاد ہے ۔ کیونکہ انسان جب تک کچھ جانتا نہ ہو کچھ نہیں سکتا ۔

جس طرح باطل ادیان والے اس ملک میں جانے سے قبل ان سب چیزوں کی سٹڈی کرتے ہیں ۔ اسی طرح اس چیز کی بھی ریسرچ کرتے ہیں کہ ان کو وہاں کون سے مذاہب و ادیان ، فرقے اور گروہ ملیں گے اور جن نظریات کے ذریعے ان جماعتوں اور فرقوں کا مقابلہ کریں گے ان سے لیس ہوتے ہیں تاکہ ان کا رد کر سکیں اور (سیر کے بدلے سیر لوٹا سکیں ۔)

پھر داعی کو چاہیئے کہ وہ یہ بھی یاد رکھے کہ حقیقی مبشر وہی ہے۔ اس کا مقصد صرف مادہ و جاہ نہ ہو۔ بلکہ انسانیت کی ہدایت کا سبب بنے۔ اور یہی وہ بہت بڑا اور بلند شرف ہے جو کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تیرے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے دنیا و جہاں سے بہتر ہے۔

اس کا بڑا مقصد لوگوں کی ہدایت، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے آپ کے صحابہ (جو اپنے زمانے میں حق کے داعی تھے جن کے ہاتھوں اسلامی دعوت حیرت انگیز طور پر پھیلی) کے سکھائے ہوئے طریقوں سے ان کے قلوب و نفوس کو دعوت کی طرف بلانا۔ اس لئے درج ذیل اشیاء ایک داعی میں وافر ہونا چاہیئں۔

داعی کو اس طرح ہونا چاہیئے۔

۱۔ جس ملک میں جانا ہے وہاں کی زبان جانتا ہو۔

۲۔ جو افکار و نظریات اور عقائد اس ملک میں موجود ہیں ان کی معرفت ہو۔

۳۔ جو مہمات اور مشکلات اس کو وہاں پیش آئیں گی ان کا ادراک ہو تاکہ اس ملک میں جانے سے پہلے ان کے لئے تیار ہو۔

۴۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ملک سے ایسے آدمی منتخب کئے جائیں جو دعوت کے اسلوب اور اسلام کو جانتے ہوں پھر ان کو معنوی اور فکری اسلحہ سے لیس کیا جائے تاکہ وہ اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں شاید وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

۵۔ مبلغ کو بلند اخلاق کا مالک ہونا چاہیئے۔ تنگ دل اور بد زبان نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں دعوت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اور اگر آپ تنگ دل اور بد زبان ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے۔ اور آپ کو دعوت کا اسلوب بتلایا۔ حکمت اور موعظۃ حسنہ سے اپنے رب کی طرف بلائیے اور اچھے طریقے سے مجادلہ کریں۔ اس کا مطلب ہے داعی خوش اخلاق اور آسانی پیدا کرنے والا ہو سختی کرنیوالا نہ ہو۔

۶۔ داعی میں لچک اور نرمی ہو۔ اس کے دل میں اس دعوت کی اہمیت، اس کی راہ میں قربانی اور ایثار کا جذبہ ہو۔ (ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ) کیونکہ قربانی اور

ابنار کا دعوت کی نشر و اشاعت میں بہت ہاتھ ہے۔

اس لئے داعی کو ان اوصاف سے منصف ہونا چاہیئے۔ حکومتِ سعودیہ کی کوششوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان اور دوسری اسلامی دنیا میں مراکز اور اسلامی جماعتوں کے تعاون کے اعتبار سے سعودی حکومت کی کوششوں میں کوئی شک نہیں کہ اسوقت دنیا میں واحد سعودی حکومت ہے جو ہر مسلمان ملک میں اسلامی دعوت پر جود و سخا سے خرچ کر رہی ہے۔ بلکہ اسلامی و غیر اسلامی دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سعودی حکومت کے آثار اور سنہرے کارنامے نہ ہوں جو واضح طور پر نمایاں ہیں۔

میرے خیال میں ایسا کوئی ملک نہیں جہاں اسلامی مراکز اور دینی جماعتیں سعودی حکومت کے تعاون سے خالی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے عہد یداروں کو جزائے خیر دے۔ ان کی کوششوں کو بارآور کرنے اور ان کو ان لوگوں میں سے بنائے جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر سعودی حکام اور اس کے ذمہ دار اس دعوت کے لئے کھڑے نہ ہوں اور اس کے تعاون کا خیال نہ کریں تو ان کے علاوہ اور کون کریگا۔ سب سے زیادہ ذمہ داری انہی پر ہے۔ کیونکہ وہی ایسی حکومت ہے جو صراطِ مستقیم اور صحیح اسلامی عقیدہ پر قائم ہوتی ہے۔ اس لئے اسی پر اس کام کی ذمہ داری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کو توفیق دے اور اس کی کوششوں میں برکت کرے جو دعوت کے پھیلاؤ، عالمِ اسلامی کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور ہر خطہ زمین میں مسلمانوں کی تعداد کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ روز بروز بڑھتی جارہی ہیں اور اس کا ہونا ضروری ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے مزید امید کرتے ہیں کہ وہ اس حکومت کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائے جس میں امت مسلمہ کی بھلائی ہو۔

افریقہ اور یورپ میں دعوت

الدعوۃ : افریقہ اور یورپ میں دعوت بہت ترقی کر رہی ہے اس پر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

الشیخ احسان :۔ افریقہ اور یورپ میں اسلامی دعوت کے متعلق حقیقت وہی ہے جو میں نے اپنی پہلی گفتگو میں ذکر کی ہے۔ کہ بفضلہ تعالیٰ دنیا کے ہر ملک میں دعوت موجود ہے۔ خصوصاً افریقہ اور یورپ میں جو لوگ دعوت سے تعاون کرتے ہیں کوتاہی ان کی طرف سے نہیں بلکہ مبلغین اور ہماری طرف سے ہوتی ہے۔ مبلغین کو چاہیئے کہ وہ ہر اس چیز سے لیس ہوں جس کی انہیں اس ملک میں دعوت کے سلسلے میں ضرورت ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔

گمراہ فرقے اور ان کا خاتمہ

الدعوة : گمراہ فرقوں کے بارے میں آپ کا کیا نقطۂ نظر ہے۔ اور ان کے خاتمہ کا سب سے اچھا طریقہ کیا ہے ؟

الشیخ احسان :۔ گمراہ فرقوں اور ان کے خاتمہ کے طریقے کے متعلق میرا نقطۂ نظر (یہ سوال میں خود چاہتا ہوں اگرچہ اس کا جواب طویل ہے) یہ ہے کہ قادیانیت، بابیت، بہائیت، خرافیت صوفیت اور اسماعیلیت جیسے گمراہ فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ اور عالم اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں اور قابلِ افسوس چیز یہ ہے کہ اہل السنہ والجماعۃ اور حق پرست لوگوں نے اپنے گرد و پیش کے حالات پر بہت زیادہ ندامت کا اظہار کرنا تو شروع کر دیا ہے لیکن ان گمراہ فرقوں کے عقائد کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ یہ باطل فرقے فکری۔ نظری اور عقائدی جیسے مختلف وسائل کے ذریعے اہل السنۃ والجماعۃ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے نظریات کو ملیامیٹ کرنے کے لئے پوری شد و مد سے اپنی کوششوں کو میدان میں جھونک رہے ہیں۔ تاکہ امتِ مسلمہ کے وجود کو مٹا ڈالیں اور اہل السنۃ والجماعۃ اس سے غافل ہیں جو ان فرقوں کی طرف سے ان کے گرد و پیش ہو رہا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے کہ ان گمراہ اور ملحد لوگوں کا رد کرنے کے لئے اگر کوئی کھڑا ہوتا ہے تو اہل السنۃ والجماعۃ میں سے جاہل قسم کے لوگ اسے کہتے ہیں کہ آپ کیوں مسلمانوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔ اس تفرقے اور گروہ بندی کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ ملحد اور گمراہ لوگوں کا رد، حق کو بیان اور اس کو ثابت کرنا، باطل کو مٹانا، جھوٹ کا پول کھولنا اور اس کی وضاحت کرنا گروہ بندی اور عنصریت نہیں ہے اور نہ ہی تفرقہ بازی ہے۔ بلکہ یہ مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ باطل کے سامنے ڈٹ جائے اور اس کو چیلنج کرے بت پرستی اور اس کی تمام ظاہری اشکال کو اگر اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو اسلام کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ان پر اسلام کے لیبل کا قطعی کوئی معنی نہیں۔

اس لئے جیسے کہ میں نے ذکر کیا ہے مسلمان پر ضروری ہے کہ اس کے اندر ان گمراہ اور بگڑے ہوئے فرقوں کا رد کرنے کی استعداد ہو اور ان کے خاتمہ کے لئے حقیقت پسندی سے کام لے، اور یہ کس طرح ہو ؟ تو یہ سب کچھ اس جماعت اور گروہ کے افکار کے علم اور حقیقی معرفت کے بعد ہی

ہو سکتا ہے۔

ان گروہوں کا رد کرنے کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان ان لوگوں کی کتابوں کا اہتمام رکھے کیونکہ اتمام حجت اور مخالف کو خاموش کرانے کا اس سے بڑھ کر اور کوئی طریقہ نہیں کہ اس کا رد اسی کی کلام اور انہی کی کتابوں سے ہو خصوصاً وہ کتابیں جو ان کے ہاں معتبر اور ثقہ ہوں۔ کیونکہ یہ مخالف کو خاموش کرانے، اپنی بات منوانے اور اس کے افکار و نظریات کو باطل کرنے کا سب سے طاقتور ذریعہ ہے۔ جیسا کہ عربی کا محاورہ ہے اسی کا منہ اسی کا تھپیڑ۔

اس گمراہ اور باطل فرقے کا خاتمہ صرف حجت کا حجت، دلیل کا دلیل اور برہان کا برہان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ان گروہوں اور جماعتوں کے متعلق کامل، شامل اور کافی، وافی ریسرچ کی جائے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے اپنی کتابوں میں یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔ اسی مناسبت سے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے قادیانیوں پر کتاب لکھی جس میں ہم نے قادیانیوں کا رد کرنے کے لئے ایک روائت بھی غیر قادیانی سے نقل نہیں کی۔ بلکہ جو کچھ ہم نے لکھا وہ انہی کی کتابوں سے منقول ہے اور انہی کی عبارتوں سے ہم نے استشہاد کیا ہے۔ جو ان کے مذہب کے جھوٹا ہونے اور ان کے دعویٰ کے باطل ہونے کی گواہی دے رہی ہیں۔ اسی طرح بابیت اور بہائیت ہے اور یہی تنہا راستہ ہے امت مسلمہ کے لئے ان تباہ کن اور خطرناک فکری لہروں کے خاتمہ کا۔

اس سے پہلے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ انسان کو صرف اس مذہب کے عقائد و نظریات کی معرفت ہی نہ ہو بلکہ سب سے پہلے اسے اسلامی علوم کی اطلاع۔ صحیح اسلام۔ اس کے تمام پہلوؤں اور اس کی صحیح تعلیمات کی معرفت ہونی چاہیئے۔ تاکہ جب وہ اس فرقے کا رد کرے تو اس کے پاس پیش کرنے کے لئے صحیح چیز بھی ہو۔

اور یہی طریقہ صحیح، سیدھا راستہ اور درست نہج ہے۔ ان لوگوں کا اور ان کے افکار اور باطل نظریات کا رد کرنے کے لئے ان کو پاک اور اچھے خیالات میں بدلنے کا۔ اس فرقے کے تعلیمات کی بجائے اسلامی تعلیمات کو قائم کرنے کا۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے اسلامی تعلیمات اور قرآن و سنت کے علوم کی معرفت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے کی توفیق اور ہدائیت فرمائے۔

۹